مولانا عبدالقیوم حقانی

اسلامی سیاست کے انقلابی خدوخال
سیرت نبویؐ کی روشنی میں

یہاں یہ بات ملحوظ رہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اصل رتبہ ومقام آپ کا خاتم الانبیاء اور پیغمبر عالم ہونا ہے سیاست وحکومت اس مرتبۂ بلند کا ایک شعبہ ہے ۔ حضورؐ صرف نبی ہی نہ تھے خاتم الانبیاء اور امام الرسل تھے ۔صرف اہل عرب کے لئے نہیں تمام عالم کے لئے مبعوث ہوئے ۔حضورؐ رہبانیت کے داعی بن کر نہیں آئے ۔بلکہ ایسا دین لائے جو روح وجسم دونوں پر حاوی اور دنیا وآخرت دونوں کی حسنات کا ضامن ہے ۔ یہ حضورؐ ہی کی تعلیمات ہدایات اور نظام اسلام کے ثمرات ہیں کہ اس میں عبادت کے ساتھ سیاست اور درویشی کے ساتھ حکمرانی کا اتفاقی جوڑ نہیں بلکہ یہ اس کی عین فطرت ہے ۔ ہمارے نبیؐ سے بڑا مدبر، سیاست دان اور حکمران اور کون ہو سکتا ہے؟ مگر سیاست و حکومت، آپؐ کا اصل کمال نہیں بلکہ آپ کے فضائل و کمالات کا ایک ادنیٰ شعبہ ہے ۔ہم نے عالم اسلام بالخصوص ملک کی تازہ ترین سیاسی صورت حال کے پیش نظر خالص اسلامی سیاست کے خدوخال حضورؐ کی سیرت کی روشنی میں اجاگر کرنے کی سعی کی ہے خدا کرے کہ واقعۃً بھی اس سے قوم ملت کے کھیون ہار کوئی فائدہ حاصل کر سکیں ۔ (عبدالقیوم حقانی)

اسلام ہماری انفرادی زندگی کی طرح اجتماعی زندگی کا دین بھی ہے عبادت کے طریقوں کی طرح سیاست آئین، تعلقِ مسجد کی طرح تعلقِ حکومت، تزکیۂ نفس اور تعلیمِ اخلاق کی طرح احکامِ شریعت کی عملی ترویج و تنفیذ بھی اس کے بنیادی اہداف ہیں۔

عرب قوم جو وحدت اور مرکزیت سے ناآشنا، جنگجو اور باہم نبرد آزما تھا اتحاد و تنظیم، شعور و قومیت اور حکم و اطاعت ان کے اندر یکسر مفقود، بدویانہ [illegible] اور نزاع پسندی ان کا مزاج بن گیا تھا۔

مگر حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ۲۳ سال کی قلیل ترین مدت میں خالص اسلامی طرز سیاست کی بنیاد پر پوری قوم کو نہ صرف یہ کہ بنیانِ مرصوص بنا دیا بلکہ صدیوں کے پرورش پانے والے اسباب نزاع و اختلاف بھی ختم کر دئے۔ ظاہری وحدت کے ساتھ باطنی عقائد و نظریات میں ہم آہنگی، پوری انسانیت کے لئے اتحاد و تنظیم کا ایک نمونہ و پیغام اور شتربانی کے مقام سے واقعات کی دنیا میں جہاں بانی کے مقام تک پہنچا دیا۔ حضورؐ ہی کی تربیت یافتہ قوم نے بلا استثنا، دنیا کی ساری ہی قوموں کو سیاست اور جہاں بانی کا درس دیا۔

اسلامی سیاست کی ترویج اور انسانیت کی وحدت کی تشکیل میں نبوی سیاسی طریق کار یہ تھا کہ آپؐ نے نہ تو موجودہ عالمی طرز سیاست کی طرح قومی، نسلی، لسانی اور جغرافیائی تعصبات سے کوئی فائدہ اٹھایا نہ قومی حوصلوں کی انگیخت سے کوئی کام لیا اور نہ دنیوی مفادات کا کوئی لالچ دلایا اور نہ کسی بڑے (واقعی یا فرضی) دشمن کے ہوّے سے لوگوں کو ڈرایا۔

آج دنیا میں جتنے بھی ممالک ہیں چھوٹے یا بڑے جتنے بھی مدبر اور سیاست دان ہیں سب اپنے مقاصد کے حصول اور سیاسی منصوبوں کی تکمیل میں انہی محرکات سے کام لے رہے ہیں۔ مگر حضورؐ نے ان چیزوں سے کوئی فائدہ حاصل کرنے کے بجائے انہیں ایک فتنہ قرار دیا اور اپنے عمل سے اس کی کامیاب بیخ کنی فرمائی اور اس کے مقابلے میں امت کو صرف خدا کی بندگی و اطاعت، عالمگیر انسانی اخوت، ہمہ گیر عدل و انصاف اعلائے کلمۃ اللہ اور خوف آخرت کے محرکات کو جگایا۔ ان پاکیزہ اور اعلیٰ محرکات اور مساعی جمیلہ سے ایک بہترین امت ظہور میں آئی۔ جسے قرآن میں "خیر امت" قرار دیا گیا۔

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی سیاست کا ایک اہم اور امتیازی پہلو یہ تھا کہ آپ جن اصولوں کے داعی بن کر اٹھے وہ اصول فرد و معاشرہ اور قوم کی ساری زندگی پر حاوی تھے لیکن آپؐ نے اپنے اصولوں کے مقابلہ میں کبھی بھی دوست دشمن کا فرق کئے بغیر کوئی لچک قبول نہیں فرمائی۔ سختی، مصیبت یا کسی بھی ابتلاء سے دب کر کسی بھی اصول کے معاملہ میں کوئی سمجھوتہ کرنا گوارا نہ فرمایا۔ کوئی پیش کش، کوئی لالچ اور کوئی چیلنج آپ کو اپنے کسی بھی موقف سے ہٹانے میں کامیاب نہ ہو سکا۔ دنیا کے بڑے بڑے سیاست کاروں، مدبروں اور رہنماؤں اور کسی بھی ایسے سیاستدان کا آپ نشان نہیں بتا سکتے جو اپنے چند اصولوں کو بھی دنیا میں برپا کرنے میں اتنا مضبوط اور غیر متزلزل ثابت ہو سکا ہو۔ مگر حضورؐ نے پورے نظام زندگی کی تعمیر کی اور اپنے پیش کردہ اصولوں کے لئے بھی اپنے اصولوں کی قربانی نہیں دی۔ ہر طرح کے خطرات برداشت کئے نقصانات گوارا فرمائے۔ اپنی جان، مال اور محبوبات کی قربانی دی۔ مگر پوری زندگی میں یہ کہنے کی نوبت نہیں آئی کہ میں نے دعوت تو دی تھی فلاں اصول کی مگر اب حکمت عملی کا تقاضا یہ ہے کہ اس کو چھوڑ کر اس کی جگہ فلاں بات

اس کے خلاف اختیار کر لی جائے۔

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی سیاست پوری دنیا کے لئے ایک نمونہ اور مثال تھی عبادت کی طرح آپؐ کی سیاست بھی ہر قسم کی آلودگیوں سے پاک تھی۔ مروجہ سیاست میں وہ بہت سی چیزیں مباح اور مستحسن سمجھی جاتی ہیں۔ جو شخصی زندگی میں مکروہ، قبیح یا حرام ہوتی ہیں۔ ہم دیکھتے ہیں کہ معاشرہ میں ذاتی غرض کے لئے جھوٹ بولنا، چالبازیاں کرنا، عہد شکنیاں، فریب دہی، حقوق کا غصب معیوب قرار دیا جاتا ہے مگر جب ایک سیاستدان اجتماعی اور قومی زندگی میں ان تمام جرائم کا ارتکاب کرے تو وہ اس کے فضائل اور کمالات شمار ہوتے ہیں۔ حالانکہ حضور اقدسؐ نے ایک عام شخص کے جھوٹ کے مقابلہ میں ایک صاحب اقتدار اور بادشاہ کے جھوٹ کو کہیں زیادہ سنگین قرار دیا ہے۔ حضورؐ بھی ان تمام مراحل سے گذرے جن سے ایک مدبر اور سیاستدان کو گذرنا پڑتا ہے۔ آپؐ نے طویل عرصہ مظلومیت اور مہاجرت میں گذارا۔ اور اتنا ہی عرصہ اقتدار اور حکومت کا گذارا۔ حریفوں اور حلیفوں سے سیاسی قومی اور تجارتی معاہدے کئے۔ متعدد جنگیں لڑیں وفود سے ملاقاتیں، سیاستدانوں سے مذاکرات اور مختلف حکومتوں سے معاملات طے فرمائے مگر سب جانتے ہیں کہ آپؐ نے کبھی جھوٹا وعدہ نہیں کیا۔ کسی بات کی غلط تاویل کرنے کی کوشش نہیں کی۔ کوئی بات کہہ چکنے کے بعد انکار نہیں کیا دشمنوں کے ساتھ بدترین حالات میں بھی انصاف کیا۔ مگر اس سب کچھ کے باوجود حضورؐ کو اپنی سیاست میں کبھی بھی ناکامی کا تجربہ نہیں ہوا۔

یہ خالص اسلامی سیاست، نبوی تعلیمات اور دیانت کا اعجاز تھا کہ عرب کے ہر گوشہ میں عدل و انصاف کی حکومت قائم ہوئی اپنے سے کئی گنا بڑی سیاسی طاقت کفار و مشرکین کا زور توڑا کہ فتح مکہ کے موقع پر انہوں نے فی الواقعہ گھٹنے ٹیک دئے یہود بے بہبود کی سازشوں کا خاتمہ کیا۔ رومیوں کی سرکوبی کی مگر اس سب کچھ کے باوجود انسانی خون بہت کم بہا۔ انقلاب اسلامی کی عظمت اور وسعت کے باوجود ان نفوس کی تعداد چند سو سے زائد نہ ہوگی جو اس ساری جدوجہد کے دوران حضورؐ کے ساتھیوں میں سے شہید ہوئے یا مخالفین میں سے قتل ہوئے۔

ویت نام میں امریکی فوجوں، افغانستان میں روسی فوجوں اور بیت المقدس میں اسرائیلی فوجوں کا ظالمانہ وحشیانہ کردار اور دست درازیاں آپ کے سامنے ہیں مگر حضورؐ کے عظیم انقلاب کی سب سے بڑی خصوصیت یہ بھی ہے کہ آپ کی پوری زندگی اور انقلابی جدوجہد میں ایک واقعہ بھی ہم کو ایسا نہیں ملتا جس میں کسی نے کسی کے ناموس پر دست درازی کی ہو۔

جناب حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک نئے اور سادہ طرز کی سیاسی زندگی کا نمونہ دنیا کے

سامنے رکھا جس میں دنیوی کروفر کے بجائے خلافتِ الٰہی کا جلال اور ظاہری ٹھاٹھ باٹھ کی جگہ خدمت اور محبت کا جمال تھا۔ مگر اس سادگی اور فقر و درویشی کے باوجود آپ کے دبدبے اور شکوہ کا یہ عالم تھا کہ روم و شام کے بادشاہوں پر آپؐ کے تصور سے لرزہ طاری ہوتا تھا۔

مروجہ سیاست میں جب سیاستدان، حکمران اور قائدینِ قوم، میدانِ سیاست میں قدم رکھتے ہیں تو شان و طمطراق کو بھی سیاست کے لوازمات سے گردانتے ہیں۔ چلتے ہیں تو بہت سے لوگوں کو جلو میں لے کر چلتے ہیں جلوسوں اور استقبالیوں کا اہتمام کرتے ہیں۔ نعرے بلند کراتے ہیں، سپاسنامے لکھواتے ہیں۔ اپنے شان میں قصیدے کہلواتے ہیں جب ترقی اور کامیابی حاصل ہوتی ہے تو قصر و ایوان آراستہ کراتے ہیں۔ سلامیاں دلواتے اور بری و بحری اور ہوائی سواریوں اور پروٹوکول کا خاص اہتمام کراتے ہیں۔ مگر حضورؐ کی سیاست اس لحاظ سے سب سے جدا، نرالی اور آسان تھی۔ آپؐ صحابہؓ میں چلتے کوشش رہتی سب سے پیچھے چلیں۔ مجلس میں اس طرح گھل مل کر بیٹھتے کہ امتیاز مشکل ہوتا۔ کھانا کھانے کے لئے دوزانو ہو کر بیٹھتے اور فرماتے "میں اپنے رب کا غلام ہوں اور ایک غلام کی طرح کھانا کھاتا ہوں" آپؐ کے لئے نہ تو کوئی خاص سواری تھی اور نہ خاص قصر و ایوان نہ خاص باڈی گارڈ ورنہ کرّ و فر والے پروٹوکول کا اہتمام، دن کو جو لباس ہوتا رات کو اسی میں استراحت فرماتے صبح کو اسی لباس میں ملکی وفود اور دنیا بھر کے سفراء سے مسجد نبویؐ کے فرش پر ملاقاتیں فرماتے اور عالمی سیاست کے امور پر فیصلے فرماتے

آپؐ کے تدبر اور سیاست کا بنیادی ہدف رجال کار کی تربیت اور عالمی قیادت کے لئے ایک جماعت کا تیار کرنا تھا جو آپ کے برپا کردہ انقلاب کو آپ ہی کے نہج پر آگے بڑھانے، مستحکم بنانے اور سیاسی و اجتماعی زندگی میں اس کے مقتضیات کو بروئے کار لانے کے لئے ہر طرح اہل ہو۔ چنانچہ آپؐ کی رحلت کے بعد آپؐ کے نظام اور انقلابی کام نے تین براعظموں میں اپنی جڑیں مضبوط کرلیں۔ انقلاب کی وسعت کے باوجود اس کی قیادت کے لئے رجال کار کی کمی محسوس نہیں ہوئی۔

اسلامی سیاست اور نظام حکومت و اقتدار کا یہ اجمالی خاکہ اور ایک ایسا آئینہ ہے جس میں تمام قومی قائدین اور سیاست کار اپنا اپنا چہرہ دیکھ سکتے ہیں۔ کیا موجودہ دور میں ہمارے سیاسی رہنما حالیہ فرسودہ طرزِ سیاست کو اس منہج پر لانے کے لئے بھی قدر فکر و تامل اور غور و تدبر کے لئے وقت نکال سکیں گے؟